فقہائے سبعہ ۳

حضرت خارجہ بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۳۰ھ ـــــ ۱۰۰ھ

(مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور)

نام ونسب | خارجہ بن زید نام، ابو زید کنیت سنہ ۳۰ھ کو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی کی خلافت میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت زید بن ثابت رضی کے لخت جگر ہیں۔ اور انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتے ہیں آپ کے والد حضرت زید کاتب وحی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت حضرت زید کی عمر گیارہ سال تھی۔ بڑے ذہین وفطین تھے۔ ابتداء میں جب کوئی مسلمان سریانی زبان نہیں جانتا تھا اہل کتاب سے خط وکتابت کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہود مدینہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا تھا۔ مگر ان کے خبث باطن کی وجہ سے آپ کو ان پر اعتماد نہیں تھا۔ اس لیے حضرت زید کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا تو انہوں نے صرف پندرہ دن میں یہ زبان سیکھ لی۔ اور اتنی استعداد پیدا کر لی کہ اس میں بخوبی خط وکتابت کر سکتے تھے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل کتاب سے جملہ خط وکتابت آپ کی وساطت سے ہوتی تھی[1]۔

صغر سنی کی وجہ سے آپ جنگ بدر واحد میں شریک نہیں ہو سکے۔ پہلے پہل جنگ احزاب میں حصہ لیا۔ اس کے بعد تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے۔ غزوہ تبوک میں اپنے قبیلہ بنو نجار کے علمبردار تھے[2]۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پورا قرآن حکیم حفظ کر لیا تھا۔ اور ان کے حق میں آپ نے فرمایا تھا۔

من احب ان یقرأ القرآن غضا فلیقرأہ لقراءۃ زید[3]۔

یہی وجہ ہے کہ جب عہد صدیقی میں قرآن حکیم کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کی بشدت ضرورت محسوس کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی کی نگاہ انتخاب ان پر پڑی اور ان کو اس

---

[1] الاصابہ ج۲ ص۲۳ وتہذیب تاریخ ابن عساکر ج۵ ص۴۴۲ [2] حوالہ مذکور [3] ایضاً ج۵ ص۴۴۵

خدمت پر مامور فرمایا جسے انہوں نے باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ اور قرآن حکیم کے جامع اول کے اونچے لقب سے سرفراز ہوئے۔ امیرالمومنین حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں قرآن مجید نقل کر کے سلطنت کے ہر حصہ میں بھیجنے کے لئے چار آدمیوں کی جو کمیٹی مقرر فرمائی تھی آپ اس کے بھی رکن رکین تھے۔

علم میراث میں آپ کو بڑا ادرک حاصل تھا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افرضکم زیدؓ کہہ کر اس کی تصدیق فرمائی ہے[۱] حساب میں بھی آپ کی استعداد قابلِ رشک تھی۔ اسی لئے فاروق اعظم نے آپ کو جنگ یرموک کی غنیمتیں تقسیم کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت میں تو آپ بیت المال کے انچارج یا بالفاظ دیگر وزیر خزانہ[۲] تھے۔

حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کے نزدیک آپ کی قدر و منزلت کا یہ حال تھا کہ جب یہ اپنی اپنی خلافت میں حج یا کسی دوسرے سفر پر مدینہ سے باہر جاتے تھے تو ان کو قائم مقام خلیفہ مقرر کر جاتے تھے[۳] حضرت عمرؓ تو اکثر سفر سے واپس آکر انہیں خرما کا ایک باغ بطور جاگیر عطا فرمایا کرتے تھے۔[۴] الغرض حضرت زید بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، جب ان کی وفات کے بعد انہیں لحد میں اتارا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس فرمانے لگے جو شخص علم کو مٹتا دیکھنا چاہتا ہے وہ دیکھ لے کہ علم اس طرح مٹتا ہے واللہ۔ آج بہت بڑا علم دفن کر دیا گیا ہے[۵] حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا آج امت کا ایک نامی گرامی عالم انتقال کر گیا ممکن ہے اللہ تعالیٰ ابن عباس کو ان کا جانشین اور خلیفہ بنا دے[۶]۔ حضرت حسان بن ثابت نے آپ کے مرثیہ میں کہا۔

فمن للقوافی بعد حسان وابنہ　　ومن للمعانی بعد زید بن ثابت

حسان اور اس کے بیٹے کی وفات کے بعد شعر کون کہے گا۔ اور زید بن ثابت کے بعد اب علم کے معانی کون بیان کرے گا[۷]

حضرت خارجہ کی تعلیم و تربیت حضرت زید ہمیشہ اونچے اور ممتاز عہدوں پر فائز رہے اس لئے کافی خوشحال تھے۔ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا سب کچھ موجود تھا۔ معاشی پریشانیوں سے

---

[۱] الاصابہ صہ ۲۳/۳۷ [۲] تہذیب الاسماء صہ ۲۰۱/۱ج [۳] حوالہ مذکور [۴] الاصابہ صہ ۲۳ [۵] تہذیب التہذیب ۳۹۹/۳۷ [۶] الاصابہ صہ ۲۳ [۷] ایضاً

پوری طرح آزاد تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے لخت جگر حضرت خارجہ کو دلجمعی اور سکون خاطر کے ساتھ اعلٰے تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ سن رشد کو پہنچنے کے بعد دوسرے صحابہ کے بچوں کی طرح آپ بھی تحصیل علم میں مصروف ہوئے۔ اعلٰے سے اعلٰے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع گھر میں ہی موجود تھے۔ مہبط وحی مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ جلیل القدر صحابہ کی کمی نہیں تھی۔ آپ نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور ان کے علم و ہنر کو اپنے قلب و دماغ میں محفوظ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ کلمۂ حکمت کو اپنی گمشدہ متاع جان کر ہر جگہ سے حاصل کرنے کی اس قدر جان توڑ کوشش کی کہ عنفوان شباب میں ہی آپ نے اہل علم میں اپنا ایک مقام پیدا کر لیا پھر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا آپ کے علم میں سمندر کی سی وسعت پیدا ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ وہ دن آیا کہ آپ کا شمار گنتی کے ان چند علماء میں ہونے لگا جن کو دنیا فقہائے سبعہ کے نام سے جانتی ہے۔ امت کا اتفاق ہے کہ اس زمانے میں باوجود ماہر اور قابل ترین علماء کی فراوانی کے علمی برتری۔ فقہی تفوق اور اجتہادی استعداد کا یہ مقام ان سات حضرات کے علاوہ کسی دوسرے کے حصہ میں نہیں آیا۔

اساتذہ آپ کو اپنے والد حضرت زید، والدہ ام سعد بن سعد بن ربیع اور چچا یزید بن ثابت کے علاوہ بہت سے عظیم المرتبت صحابہ و تابعین سے شرف تلمذ حاصل ہے۔ چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زید۔ حضرت سہل بن سعد۔ حضرت عبدالرحمان بن ابی عمرہ اور ام العلا انصاریہ وغیرہ رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین۔

حدیث و فقہ میں تبحر علوم شریعت میں آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔ علمائے اسلام نے حدیث و فقہ میں آپ کے تبحر اور مرتبۂ عالیہ کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ نیز کتاب و سنت اور دیگر متعلقہ علوم کی نشر و اشاعت میں آپ کی مساعی جمیلہ کو نہایت شاندار الفاظ میں خراج تحسین ادا کیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

کان اماماً بارعاً فی العلم	آپ علم میں کمال کو پہنچے ہوئے تھے
واتفقوا علی توثیقہ و	مرتبہ امامت پر فائز تھے آپ کی

جلالتہ وھو احد فقھاء المدینۃ السبعۃ[1]

توثیق اور جلالت قدر پر علماء کا اتفاق ہے، مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں

ابن سعد لکھتے ہیں

کان ثقۃ کثیر الحدیث[2]

آپ لائق اعتماد، ثقہ اور بہت حدیث بیان کرنے والے تھے۔

امام الجرح و التعدیل حضرت یحییٰ بن معین نے آپ کو مدینہ طیبہ کے اونچے طبقہ کے محدثین میں شمار کیا ہے[3]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

ھو من فقھاء المدینۃ المعدودین احد الفقھاء السبعۃ الذین مدار الفتوی علی قولھم[4]

آپ کا شمار مدینہ کے ان معدودے چند فقہاء میں ہے جو انگلیوں پر گنے جاتے ہیں اور فقہائے سبعہ میں سے ہیں جن کے اقوال پر فتوے کا دار و مدار ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں

احد الفقھاء من کبار العلماء[5]

آپ چوٹی کے علماء اور فقہاء میں سے ہیں۔

قاضی ابن خلکان لکھتے ہیں۔

کان خارجۃ تابعیاً جلیل القدر ادرک عثمان ھو احد الفقھاء السبعۃ[6]

خارجہ جلیل القدر تابعی اور فقہائے سبعہ کے رکن ہیں انہوں نے حضرت عثمان کا زمانہ پایا ہے۔

ابن خراش فرماتے ہیں۔

خارجۃ رجل من کل من اسمہ خارجۃ[7]

جن لوگوں کا نام خارجہ ہے حضرت خارجہ بن زید کو ان سب پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔

---

۱ تہذیب الاسماء ص۱۷۲ ج۱ ۲ ابن سعد ص۱۹۴ ج۵ ۳ تہذیب تاریخ ابن عساکر ج۵ ص۲۵ ۴ البدایہ ص۱۸۷ ج۹
۵ تذکرہ صفحہ ۸۶ جلد۱ ۶ ابن خلکان ص۱۶۸ ۷ تہذیب التہذیب ص۳۹۹ ۸ شذرات الذہب ص۱۱۸

ابن العماد حنبلی لکھتے ہیں

خارجۃ بن زید الانصاری المدنی	خارجہ مدینہ طیبہ کے مفتی اور فقہاء سبعہ
المفتی احد الفقہاء السبعۃ تفقہ	میں سے ایک ہیں، آپ نے علم فقہ
علی والدہ[1]	اپنے والد سے حاصل کیا تھا۔

مسند درس دوسرے محدثین کرام اور فقہائے عظام کی طرح آپ نے بھی تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد مسندِ تدریس کو رونق بخشی حیات گرانمایہ کا ایک ایک لمحہ قال اللہ و قال الرسول کی صدا ہی بلند کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ مدینہ طیبہ میں علم و عرفان کے دریا بہا دیئے جس سے مقامی اور بیرونجات کے طلبا نے اپنی اپنی حاجت اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیوض حاصل کئے۔

افتاء تعلیمی و تدریسی مشاغل کے ساتھ ساتھ تقسیم میراث، فتویٰ نویسی اور وثیقہ نویسی کے فرائض بھی آپ سے متعلق تھے۔ یہ ایسے مشکل اور کٹھن شعبے ہیں کہ بجز چوٹی کے معدودے چند آدمیوں کے کسی کو ان سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہونے کی کم ہی ہمت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ شریف میں حضرت خارجہ اور طلحہ بن عبداللہ بن عوف دو ہی شخص تھے جن کی طرف عموماً لوگ اس سلسلہ میں رجوع کرتے تھے مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں۔

کان خارجۃ وطلحۃ بن عبد اللہ	لوگ خارجہ بن زید اور طلحہ بن عبداللہ
بن عوف فی زمنہما یستفتیان	سے فتویٰ طلب کرتے تھے اور ان کے
وینتہی الناس الی قولہما	فتوے سے مطمئن ہو جاتے تھے۔ یہی
ویقسمان المیراث بین	دونوں اہل میراث کے درمیان مکانات
اہلہا من الدور والنخل	باغات اور دیگر ہر قسم کا مال بھی تقسیم کرتے تھے
والاموال ویکتبان الوثائق	لوگ وثیقہ جات اور دوسری ضروری دستاویزات
للناس[2]	بھی انہی سے لکھواتے تھے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وکان یفتی بالمدینۃ وکان عالماً	آپ مدینہ طیبہ کے مفتی علم فرائض کے عالم اور

---

[1] شذرات الذہب ص ۱۱۸ جلد ۱ [2] تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۲۵ ج ۵ و تہذیب التہذیب ص ۷۵ ج ۳

بالفرائض وتقسیم المیراث[1] — تقسیم میراث کے خصوصی ماہر تھے۔

سلیمان بن عبدالرحمان فرماتے ہیں۔

ادرکت رجالاً من المھاجرین — مدینہ منورہ میں مہاجرین اور انصار میں

ورجالا من الانصار یفتون — بہت لوگ فتوے دیتے تھے انصار میں سے

بالمدینۃ من الانصار خارجۃ — حضرت خارجہ کو اس فن میں ممتاز مقام حاصل

ثم ذکرھم[2] — تھا پھر اس نے ایک ایک کا نام بتایا۔

خلفاء کے نزدیک قدر و منزلت | علماء میں آپ کے مرتبہ و مقام کا بالاجمال ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ امراء و سلاطین کے نزدیک بھی آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کی مجلس شوریٰ کے تو آپ رکن تھے ہی۔ حضرت امیر معاویہ بھی آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ایک قتل کے سلسلہ میں انصار کے وفد کے ہمراہ حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے ان کے مطالبات بڑے غور سے سنے اور گورنر مدینہ سعید بن عاص کی طرف ان کی دادرسی کا فرمان جاری کیا جس کے دیکھتے ہی سعید نے ان کا حق انہیں دلوایا[3]

عام حالات | آپ خوبصورت اور بلند و بالا تھے۔ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ خز کی چادر اور کسنبہ سے رنگا ہوا کمبل اوڑھتے تھے۔ سر پر سفید عمامہ باندھتے تھے۔ کثرت سجود کی وجہ سے پیشانی پر سیاہ داغ نمودار ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی مدینہ طیبہ میں بسر کی گہ گاہے گاہے اموی حکومت کے دارالخلافہ دمشق میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں آپ کا ذاتی مکان تھا جب وہاں جانے کا اتفاق ہوتا تو اس میں فروکش ہوتے۔

اولاد | آپ صاحب اولاد تھے۔ آپ کے ہاں زید، عمر، عبداللہ اور محمد چار لڑکے اور حبیبہ حمیدہ، ام لحی اور ام سلیمان چار لڑکیاں پیدا ہوئیں ان سب کی والدہ ام عمرو بنت حزم انصاریہ نجاریہ تھیں۔

تلامذہ | آپ سے مقامی اور بیرونی بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔ ان سے مندرجہ ذیل

---

[1] البدایہ ص ۱۸۷/۹ج [2] تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۲۵/۵ [3] ایضاً ص ۲۴

خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت سالم بن عبداللہ، آپ کا صاحبزادہ سلیمان، بھتیجے سعید بن سلیمان بن زید اور قیس بن سعد بن زید، عبداللہ بن عمرو بن عثمان، محمد بن عبداللہ، مجالد بن عوف، عثمان بن حکیم، مطلب بن عبداللہ، ابو بکر بن عمرو بن حزم، امام ابن شہاب زہری اور ابو الزناد وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وفات جب عمر کا راہوار ۷۰ منزلیں طے کر چکا تو آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ نے ستر سیڑھیاں تعمیر کی ہیں۔ فارغ ہو کر پیچھے ہٹے ہی تھے کہ سب دھڑام سے زمین پر آ رہیں آپ نے فرمایا میری عمر کے بھی ستر سال پورے ہو چکے ہیں۔ چنانچہ چند ہی دن گذرے تھے کہ آپ ستر سال عمر پا کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں ۱۰۰ھ کو اللہ تعالےٰ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کو آپ کی وفات کی خبر ملی تو فرمایا

واللہ ثلمۃ فی الاسلام — بخدا! ان کی وفات سے سرحدِ اسلام میں شگاف پڑ گیا ہے۔

تغمدہ اللہ تعالیٰ

(بقیہ از صفحہ ۴۳۹)

یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ حدیث کے ساتھ قرآن کا بھی اعتماد اٹھ جائے کیونکہ جن اصحاب رسول کی روایت و نقل کے توسط سے ہمیں قرآن ملا ہے انہیں اصحاب کرامؓ کے نقل و روایت سے ہمیں احادیث بھی پہنچی ہیں۔ تو اگر وہ نقل و روایت اور ضبط و حفاظت کے معاملہ میں تحریف کے خوگر تھے تو جس طرح احادیث پر اعتماد کرنا درست نہیں رہا اسی طرح ان غیر محتاط صحابہ کرام کے نقل و روایت سے آئی ہوئی آیات قرآن کریم کا بھی اعتبار نہ رہا۔ دیکھا! آپ نے کہ انکارِ حدیث قرآن تک بھی پہنچ گیا۔ ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم (باقی)